سوال

(37) گانا اور موسیقی

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلام میں گانے اور موسیقی (میوزک) کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

گانے اور موسیقی کے سلسلے میں لوگ اکثر سوال کرتے ہیں اس سلسلے میں مختلف رائیں ہیں بعض لوگ ہر طرح کے گانے اور ہر طرح کی موسیقی کو شوق سے سنتے ہیں اور اسے ان مباح چیزوں میں شمار کرتے ہیں۔ جنھیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے حلال قرار دیا ہے۔ جب کہ کچھ لوگ ہر طرح کی موسیقی اور ہر طرح کے گانے کو حرام تصور کرتے ہیں ان کی رائے میں گانا شیطان کی بانسری ہے اور ایسا لہو ولعب ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے گانے والی اگر عورت ہو تو اس کی حرمت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک تیسرا گروہ ہے وہ دونوں ہی گروہوں کی طرف مائل نظر آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ گانا اور موسیقی آج کے دور کا ایک بڑا اہم مسئلہ ہے روزمرہ کی زندگی میں یہ دونوں چیزیں کچھ اس طرح گھل مل گئی ہیں کہ ان سے صرف نظر کرنا بہت مشکل ہے۔ خاص کر ایسی صورت میں کہ شاید ہی کوئی گھر ریڈیو یا ٹی وی سے خالی ہو۔ ایسی صورت میں ہم صرف یہ فتوی دے کر جان نہیں چھڑا سکتے کہ گانا اور میوزک حرام ہے۔ یہ مسئلے کا حل نہیں ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پوری سنجیدگی اور غیر جانب داری کے ساتھ مسئلے کے تمام پہلوؤں پر تحقیق کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا حل تلاش کریں۔

اسلامی شریعت کا ایک متفقہ اصول یہ ہے کہ بنیادی طور پر ہمیں ہر چیز کو جائز اور حلال تصور کرنا چاہیے سوائے ان چیزوں کے جنھیں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر حرام قرار دے دیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ﴿٢٩﴾... سورة البقرة

''اسی نے تمھاری خاطر زمین کی ساری چیزیں تخلیق کی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہی واسطے اور ہمارے ہی استعمال کے لیے دنیا کی تمام چیزیں بنائی ہیں اس لیے اصولی طور پر تمام چیزیں ہمارے لیے حلال ہیں۔ البتہ وہ چیزیں حرام قرار دی جائیں گی جنھیں اللہ نے واضح طور پر حرام قرار دے دیا ہے۔ کوئی چیز اگر واضح طور پر قرآن وحدیث میں حرام نہیں ہے تو پھر ہمیں اسے حرام قرار دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ اس لیے کہ یہ بات اللہ کی مرضی کے خلاف ہوگی۔ کسی شے کو حرام یا حلال قرار دینا صرف اللہ کا حق ہے۔ ہمارا اور آپ کا نہیں۔ کسی چیز کو اگر اللہ تعالیٰ نے

حرام نہیں قراردیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اصلاً حلال اور جائز ہے اسی لیے فقہائے کرام کہتے ہیں کہ کسی شے کو حلال ثابت کرنے کے لیے دلیل پیش کرنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اسے حرام ثابت کرنے کے لیے دلیل ضروری ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم انسانوں کے لیے جو چیزیں حرام ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن وسنت میں ان کی وضاحت کردی ہے اللہ فرماتا ہے:

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ... ١١٩ ... سورة الانعام

’’حالانکہ اللہ نے تمھارے لیے ان سب چیزوں کی تفصیل بیان کردی ہے جواس نے تم پر حرام کی ہیں سوائے یہ کہ تم حالت اضطرار میں ہو۔‘‘

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ فَاقْبَلُوا مِنَ اللهِ عَافِيَتَهُ؛ فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَكُنْ لِيَنْسَى شَيْئًا" (حاکم)

’’اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جسے حلال قراردیا ہے وہ حلال ہے اور جسے حرام قراردیا ہے وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے وہ اس کی طرف سے چھوٹ ہے تو اللہ کی اس چھوٹ کو قبول کرو کیوں کہ ایسا نہیں ہے کہ اللہ اس کا حکم بیان کرنا بھول گیا۔‘‘

اس اصول کی بنیاد پر ہمیں دیکھنا ہوگا کہ قرآن وحدیث میں گانے اور موسیقی کی حرمت کی صراحت ہے یا نہیں ہے۔ اگر واقعی قرآن وحدیث میں انھیں صراحت کے ساتھ حرام قراردیا گیا ہے تو ان کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے تو ان کے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں ہے جو لوگ گانے اور موسیقی کو حرام قراردیتے ہیں وہ قرآن وحدیث سے مندرجہ ذیل دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

(1) پہلی دلیل یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین مثلاً عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ گانے کو حرام تصور کرتے تھے کیوں کہ اللہ کا فرمان ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ٦ ... سورة لقمان

’’اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو بیہودہ کلام اختیار کرتے ہیں تاکہ اللہ کے راستے سے گمراہ کردیں بغیر کسی علم کے اور اللہ کے راستے کا مذاق اڑائیں۔ ان لوگوں کے لیے رسواکن عذاب ہے۔‘‘

اس آیت میں "لھو الحدیث" کی تشریح کرتے ہوئے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گانا ہے۔ لیکن اگر ہم آیت کے سیاق وسباق پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس آیت میں گانے کو حرام قراردینے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور نہ لھو الحدیث سے مراد گانا ہی ہے۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کررہا ہے اور انھیں سخت عذاب کی دھمکی دے رہا ہے جو محض لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے "لھو الحدیث" اختیار کرتے ہیں لھو الحدیث کا مفہوم ہے فضول اور بے کار بات۔ کسی کو گمراہ کرنے کے لیے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو استعمال کیا جائے تب بھی یہ عمل قابل مذمت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں "لھو الحدیث" پر سرزنش نہیں کی گئی ہے بلکہ گمراہ کرنے کے عمل کو قابل مذمت قراردیا گیا ہے۔

اس آیت سے یہ مفہوم اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ گانا سننا حرام ہے علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، کہ مذکوہ آیت کی بنیاد پر گانے کو حرام قراردینا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ محض چند صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کی اپنی ذاتی رائے تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی رائے کو بہ طور دلیل نہیں پیش کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ بیشتر صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس رائے سے اختلاف رکھتے تھے۔

(2) گانے کو حرام قرار دینے کے لیے یہ لوگ قرآن کی اس آیت کو بھی بہ طور دلیل پیش کرتے ہیں۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ... ٥٥ ... سورة القصص

''اور جب وہ بیہودہ گفتگو سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔''

چونکہ گانا لغو میں شامل ہے اس لیے مومنین کو اس کے سننے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں بھی اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ گانا لغوں میں شامل اور حرام ہے۔ اس آیت میں لغو سے مراد گالم گلوچ فضول گوئی اور لڑائی جھگڑے کی باتیں ہیں۔ یعنی جب کوئی شخص ان مومنین سے گالم گلوچ اور لڑائی جھگڑے پر اتر آتا ہے تو یہ مومنین ان سے الجھنے کے بجائے درگزر کر کے اپنی راہ لیتے ہیں اور اگر بالفرض لغو سے مراد گانا تسلیم کر لیں تب بھی اس آیت میں یہ بات نہیں ہے کہ لغو حرام ہے بلکہ صرف اتنی سی بات ہے کہ مومنین اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ کسی شے سے پرہیز کرنا اور بات ہے اور اس کا حرام ہونا بالکل دوسری بات ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ ہر لغو بات گناہ ہو۔ شخص لغو باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن پر اللہ گرفت نہیں کرتا ملاحظہ کریں۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ ... ٨٩ ... سورة المائدة

''تم جو لغو قسم کی قسمیں کھا لیتے ہو اللہ ان پر گرفت نہیں کرتا۔''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا مواخذہ نہیں کرے گا جو لغو طریقے سے اللہ کے نام کی قسم کھاتے ہیں تو ان لوگوں کا مواخذ کیسے کرے گا جو اشعار کو نغموں اور گانوں کی شکل میں گاتے اور سنتے ہیں۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اس لیے جو شخص گمراہی اور اللہ کی نافرمانی کے لیے گانا بجانا کرتا ہے وہ فاسق ہے۔ اس لیے کہ اس کی نیت اللہ کی نافرمانی ہے لیکن محض تفریح سکون اور ذہنی نشاط کے لیے گانے گانا یا سننا گناہ نہیں ہے۔ اور جو شخص اس نیت کے ساتھ نغمے سنتا ہے کہ وہ تازہ دم ہو کر اللہ کی عبادت بہتر طور پر کر سکے۔ اس کا یہ عمل باعث اجر و ثواب ہے۔

(3) گانے کو ناجائز قرار دینے والوں کی دلیل بخاری شریف کی یہ حدیث بھی ہے:

"لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ" (بخاری)

''میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو زنا ریشم شراب اور گانے بجانے کو حلال کر لیں گے۔''

لیکن یہ حدیث بھی بہ طور دلیل نہیں پیش کی جا سکتی۔ اس لیے کہ بخاری شریف میں ہونے کے باوجود علمائے حدیث اسے "متعلق" شمار کرتے ہیں اور اس بنا پر ضعیف حدیث ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی شے کو حرام قرار دینے کے لیے ضعیف حدیث کو بہ طور دلیل نہیں پیش کیا جا سکتا۔

(4) ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔

"إِنَّ اللهَ حَرَّمَ الْقَيْنَةَ وَبَيْعَهَا وَثَمَنَهَا وَتَعْلِيمَهَا" (روح المعانی سورہ لقمان)

''اللہ تعالیٰ نے گانے بجانے والی لونڈیوں کی خرید و فروخت اس سے حاصل شدہ رقم اور اس کی تعلیم کو حرام قرار دیا ہے۔''

لیکن یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ اس لیے بطور دلیل نہیں پیش کی جاسکتی خاص کر اس حالت میں کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو گاتے بجاتے سنا اور انھیں منع نہیں فرمایا اس حدیث کا تذکرہ آگے چل کر آئے گا۔

(5)ان کی دلیل یہ روایت بھی ہے :

"اِنَّ الغِنَاءَ یُنبِتُ النِّفَاقَ فِی القَلبِ"

''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔''

لیکن یہ کوئی حدیث نہیں ہے کہ اسے بہ طور دلیل پیش کیا جاسکے۔ یہ کسی صحابی کا قول ہے اور یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے کہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہم ان کی ذاتی رائے سے اتفاق کریں عملی طور پر بھی ہم مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ گانا دل میں نفاق پیدا نہیں کرتا بلکہ اس سے دل میں تازگی اور ذہن میں نشاط پیدا ہوتا ہے۔

(2)ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عورت کی آواز پردہ ہے اس لیے عورت کا گانا سننا حرام ہے یہ ایک بوگس دلیل ہے۔ کیوں کہ اسلامی شریعت میں کہیں یہ بات نہیں آتی کہ عورت کی آواز پردہ ہے اور اس کا سننا حرام ہے بلکہ اس کے برعکس صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو گاتے سنا اور انھیں منع نہیں فرمایا۔

خلاصہ کلام یہ کہ گانے کو حرام قراردینے والے اپنی رائے کے حق میں جتنی دلیلیں پیش کرتے ہیں وہ یا تو گانے کی حرمت کے سلسلے میں صریح اور واضح نہیں ہیں یا پھر صحیح اور ثابت نہیں ہیں علامہ قاضی ابو بکر اپنی کتاب "الاحکام" میں کہتے ہیں کہ گانے کو حرام قراردینے والی کوئی دلیل صحیح اور ثابت نہیں ہے۔ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گانے کی حرمت ثابت کرنے کے لیے جتنی احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ سب کی سب ضعیف اور موضوع ہیں۔

جائز قراردینے والوں کی دلیلیں

ہم واضح کرچکے ہیں کہ بنیادی طور پر ہر چیز حلال ہے۔ سوائے اس چیز کے جسے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر حرام قراردیا ہو۔ اس لیے کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے دلیل پیش کرنا تو ضروری ہے لیکن اس کے حلال ہونے کے لیے دلیل پیش کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس کے لیے صرف یہی دلیل کافی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام نہیں قراردیا ہے اوپر کی گفتگو میں ہم نے واضح کیا ہے کہ گانے کو حرام قراردینے کے لیے جتنی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں وہ ضعیف اور غیر ثابت شدہ ہیں۔ اس لیے گانے کو حلال قراردینے کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم بعض دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

قرآن وحدیث سے دلائل

وَإِذا رَأَوا تِجـٰرَةً أَو لَهوًا انفَضّوا إِلَيها وَتَرَكوكَ قائِمًا قُل ما عِندَ اللَّهِ خَيرٌ مِنَ اللَّهوِ وَمِنَ التِّجـٰرَةِ وَاللَّهُ خَيرُ الرّٰزِقينَ ﴿١١﴾... سورة الجمعة

''اور جب انھوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے اور تمھیں کھڑا چھوڑ دیا۔ ان سے کہو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ سب سے بہترین رزق دینے والا ہے۔''

اس آیت میں لہو ولعب اور تجارت دونوں کا تذکرہ ایک ساتھ ہے اس میں ان دونوں چیزوں کی مذمت محض اس وجہ سے کی گئی ہے۔ کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین جمعہ کا خطبہ چھوڑ کر ان میں مشغول ہوگئے تھے ظاہر ہے کہ اگر وہ جمعہ کا خطبہ نہ چھوڑتے تو نہ تجارت پر ان کی مذمت ہوتی اور نہ لہو پر۔

بخاری شریف میں یہ مشہور واقعہ درج ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے ۔ گھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کچھ لڑکیاں بیٹھ کر گا رہی تھیں ۔ یہ دیکھ کر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں گانے سے روکنا چاہا اور کہنے لگے "کیا شیطان کی بانسری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بجائی جا رہی ہے ؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ موسیقی کے ساتھ گا رہی تھیں ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا کہ ایسا کرنا اور وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گناہ ہے ۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو گانے سے روکنے کے بجائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ انھیں گانے دو ۔ ذرا یہودی بھی جان لیں کہ ہمارے دین میں بھی تفریح اور وسعت ہے ۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو گانے دیا اور اس بنا پر یہ ایک جائز چیز ہے ۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم دوسری قوموں کی نظر میں دین اسلام کی تصویر کو بہتر اور عمدہ بنانے کی کوشش کریں ۔

بخاری شریف ہی کی ایک اور حدیث ہے کہ ایک لڑکی کی رخصتی ہو رہی تھی اور اس خوشی کے موقع پر کسی گانے بجانے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ کوئی گانا بجانا کیوں نہیں ہو رہا ہے ؟ انصار کو تو گانا بجانا بہت پسند ہے ۔ نسائی اور حاکم کی صحیح حدیث ہے کہ حضرت عامہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شادی کی تقریب میں قرظہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا ۔ وہاں کچھ لڑکیاں گانا گا رہی تھیں ۔ انھوں نے ان دونوں سے پوچھا "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو! تمھاری نگاہوں کے سامنے یہ سب ہو رہا ہے ؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ تمھیں گانا سننا ہے تو سنو ۔ نہیں سننا ہے تو جاؤ شادی بیاہ کے موقع پر گانا بجانا جائز ہے ۔

ان کے علاوہ متعدد صحیح احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گانا حلال اور جائز ہے ۔

عقلی دلیل :

ذرا آپ غور کریں کہ گانا کیا چیز ہے ؟ گانا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ یہ ایک عمدہ اور خوش گوار شے ہے جس کا سننا اچھا لگتا ہے ۔ دوسرے الفاظ میں گانا کان کی عمدہ غذا ہے ۔ اسی طرح جس طرح کھانا پیٹ کی غذا ہوتا ہے ۔ اچھے مناظر آنکھوں کی غذا ہوتے ہیں اور اچھی خوشبو ناک کی غذا ہوتی ہے ۔ جس طرح خوشبو اور بھلے مناظر حرام نہیں ہیں اسی طرح کانوں کی غذا (گانا) بھی حرام نہیں ہونی چاہیے اسلام کا مزاج یہ نہیں ہے کہ اچھی بھلی چیزوں کو حرام قرار دے ۔ بعض لوگ اور خاص کر سخت گیر قسم کے لوگ اسلام کے سلسلے میں یہ انتہائی غلط تصور رکھتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو عمدہ لگے اور اس میں مزہ آئے وہ اسلامی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے یہ تصور صحیح نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہر عمدہ اور بھلی چیز کو ہمارے لیے حلال قرار دیا ہے ۔ اللہ فرماتا ہے ۔

يَسـَٔلونَكَ ماذا أُحِلَّ لَهُم قُل أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبـٰتُ ٤ ... سورة المائدة

’’ یہ تم سے سوال کرتے ہیں ان کے لیے کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں ان سے کہو کہ تمھارے لیے عمدہ اور بھلی چیزیں حلال کی گئی ہیں ۔ ‘‘

کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام یا حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے ۔

مزید یہ کہ گانا سننا اور اس سے محظوظ ہونا بالکل فطری (Natuaral) بات ہے ۔ آپ اکثریت گانے کو مباح اور جائز تصور کرتی تھی چنانچہ مدینے کے لوگ اپنے زہد و تقوی میں مشہور ہونے اہل ظاہر قرآن وسنت کے ظاہری الفاظ پر عمل کرنے اور صوفیائے کرام دنیوی لذات سے بے نیاز رہنے کے باوجود گانے کو جائز اور حلال سمجھتے تھے امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب " نیل الاوطار " میں رقم طراز ہیں کہ اہل مدینہ اور اہل ظاہر گانے کو جائز سمجھتے ہیں خواہ یہ گانے عود (ستار) کی موسیقی کے ساتھ ہو ۔ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چند لونڈیاں تھیں جو عود (ستار) پر گانا گایا کرتی تھیں اور عبداللہ بن زبیر انھیں سنتے تھے ۔ مشہور تاریخ داں ابو الفرج اصفہانی لکھتے

ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض اشعار ستار پر بجا کرسنے۔ اہل مدینہ اس بات پر متفق ہیں کہ ستار کا بجانا جائز ہے مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی کہ معازف (موسیقی) کے آلات مباح اور جائز ہیں ان کے علاوہ بہت سارے تابعین مثلاًقاضی شریح سعید بن المیسب رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ گانے کو حلال اور جائز تصور کرتے تھے۔ یہ تمام لوگ موسیقی کے ساتھ بھی گانے کو مباح سمجھتے تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بغیر موسقی کے گانے کے جائز ہونے پر تو تمام لوگ متفق ہیں انھوں نے اپنی مشہور تصنیف میں متعدد صحابہ کرام اور تابعین کے نام گنائے ہیں جو گانے کو مباح سمجھتے تھے مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم تابعین و تبع تابعین میں سے انھوں نے نے سعید بن المیسب قاضی شریح سعید بن جبیر زہری امام ابو حنیفہ، شافعی اور مالک وغیرہم کے نام گنائے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر طرح کے گانے جائز ہیں اور ہر طرح کی موسیقی مباح ہے۔ اسے جائز اور مباح سمجھنے کے بعد چند باتوں کی رعایت ضروری ہے۔

(1) گانے کے بول اسلامی تعلیمات و آداب کے خلاف نہ ہوں۔ مثلاًگانے میں شراب اور زنا وغیرہ سے دلچسپی کا اظہار نہ ہویا اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دین اسلام کی مخالفت میں کوئی بات نہ کہی گئی ہو یا ظالموں اور فاسقوں کی مدح سرائی نہ کی گئی ہو۔ گانے کے مباح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ گانے کے بول بھی جائز اور مباح ہوں۔

(2) ان کی ادائی کا طریقہ بھی شائستہ اور اسلامی آداب کے مطابق ہو۔ ناز وادا کے ساتھ یا رقص کے ساتھ گانا جائز نہیں ہے خواہ اس کے بول جائز اور مباح ہی کیوں نہ ہوں،

(3) جذبات کو بھڑکانے والے اور انسان کو محبت میں مست رکھنے والے گانے درست نہیں ہیں۔

(4) گانوں کے ساتھ شراب وشباب کی آمیزش نہ ہو۔ ایسی محفلیں نہ ہوں جہاں شراب پی جا رہی ہو اور مردوں اور عورتوں کا باہم اختلاط ہو۔

یہاں ایک بات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ پرانے زمانے میں ریڈیو وغیرہ کے نہ ہونے کی وجہ سے گانا سننے کے لیے ضروری تھا کہ گانے کی محفلوں میں شرکت کی جائے۔ جہاں عام طور پر شراب و شباب کا انتظام ہوا کرتا تھا کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ یہ محفلیں ناجائز باتوں سے پاک ہوں۔ البتہ آج کے دور میں انسان ان محفلوں میں شرکت کیے بغیر گھر بیٹھے ریڈیو اور دوسرے ذرائع سے گانے سن سکتا ہے۔ اور اس میں بلاشبہ گانا سننے والوں کے لیے گنجائش کا پہلو نکلتا ہے۔

(5) زندگی صرف محبت تفریح اور مستی کا نام نہیں ہے۔ گانے وغیرہ کے ذریعے تفریح حاصل کرنا جائز ہے لیکن ہر وقت تفریح اور مستی حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ ساری توجہ ہمیشہ فرائض انجام دہی اور اہم کاموں کی تکمیل کی طرف ہونی چاہیے۔ ہماری زندگی کو بامقصد ہونا چاہیے کبھی کبھار ان جائز چیزوں سے تفریح حاصل کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(6) انسان کا قلب وضمیر سب سے بڑا مفتی اور جج ہوتا ہے۔ وہ حق و ناحق کا فیصلہ خود کر سکتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ ان جائز چیزوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنے ضمیر کو جگاتا رہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان چیزوں کے ساتھ ساتھ وہ ناجائز چیزوں کا بھی مرتکب ہوتا رہے اگر ایسا ہے تو اسے ان ناجائز باتوں سے فوری پرہیز کرنا چاہیے۔

آخر میں میں علمائے کرام کو ایک نہایت اہم بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ خاص ان علمائے کرام، کو جو لفظ حرام کو کھیل اور مذاق تصور کرتے ہیں اور اپنے فتووں میں بڑی آسانی کے ساتھ کسی بھی چیز کو حرام قرار دیتے ہیں ان کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ حلال چیز کو حرام قرار دیتے ہوئے انھیں اللہ کا خوف دامن گیر ہونا چاہیے۔ لفظ حرام کوئی معمولی نہیں ہے کسی شے کو حرام قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اس کے بارے میں اللہ کا حکم ہوتے ہوئے اس پر پابندی لگا دی ہے۔ اگر واقعی یہ چیز اللہ کی نظر میں حرام نہ ہوئی تو آپ اللہ پر افترا پردازی کے گناہ گار ہوں گے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔

وَلا تَقولوا لِما تَصِفُ أَلسِنَتُكُمُ الكَذِبَ هـٰذا حَلـٰلٌ وَهـٰذا حَرامٌ لِتَفتَروا عَلَى اللَّهِ الكَذِبَ إِنَّ الَّذينَ يَفتَرونَ عَلَى اللَّهِ الكَذِبَ لا يُفلِحونَ ١١٦ ... سورة النحل

''اور یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگاتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھو۔ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔''

کسی چیز کو حرام قرار دینا اتنا آسان معاملہ نہیں ہے کہ آپ محض اپنے مخصوص مزاج کی وجہ سے یہ محض اندازے کی بنیاد پر یا کسی ضعیف حدیث کی بنیاد پر کسی شے کو حرام قرار دیں۔ جب تک کہ اس کی حرمت ثابت کرنے کے لیے قرآن و حدیث سے کوئی واضح اور صریح دلیل موجود نہ ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے اس بات سے سخت اور کوئی بات نہیں ہے کہ مجھ سے کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں پوچھا جائے۔ اس لیے کہ کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کے بارے میں اللہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ اور یہ کام انتہائی ذمے داری کا ہے۔

سلف صالحین کا منہج یہ رہا ہے کہ وہ کسی شے کو حرام کہنے کی بجائے یہ کہتے تھے کہ میری رائے میں یہ چیز نامناسب ہے۔ ناپسندیدہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے اہل علم و مشائخ اپنے فتووں میں یہ کہنے سے گریز کرتے تھے کہ فلاں چیز حرام ہے یا فلاں چیز حلال۔ محض اندازے کی بنیاد پر یا اپنے مخصوص اور سخت گیر مزاج کی وجہ سے کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دینا سلف صالحین کا طریقہ نہیں رہا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اس بات کا خاص خیال رکھیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاوی یوسف القرضاوی]

اجتماعی و معاشی مسائل، جلد:2، صفحہ:233

محدث فتویٰ